فضیلۃ الاستاذ الشیخ ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ
ترجمہ :۔ مولانا شبیر احمد نورانی

احکام الجنائز

۲۔ قریب الوفات کو تلقین کرنا

۱۳ جب وہ مرنے لگے تو جو بھی پاس ہو اسے مندرجہ باتوں کا خیال کرنا چاہیے۔

ا۔ کلمۂ توحید کی تلقین کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اپنے مرنے والوں کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کیا کرو، جس نے مرتے وقت لا الہ الا اللہ کہا وہ بالآخر جنت میں جائے گا۔ خواہ اس سے پہلے کتنی ہی سزا ملے)

ب، ج۔ اس کے حق میں دعا کرے، اور اس کے پاس صرف اچھی بات کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اذا حضرتم المریض او المیت، فقولوا خیراً، فان الملائکۃ یومنون علی ما تقولون[1]

جب تم کسی مریض۔ یا۔ مرنے والے کے پاس ہو تو صرف اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے بھی تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں۔

۱۴۔ تلقین سے مراد کلمہ توحید پڑھ کر اسے سنانا نہیں بلکہ اسے کہا جائے وہ بھی پڑھے اگرچہ کچھ اہل علم کی رائے اس کے خلاف ہے۔ اس بات کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد رجلا من الانصار فقال:

"یا خال! قل: لا الہ الا اللہ" فقال: اخال ام عم؟ فقال: بل خال فقال: فخیر لی ان اقول لا الہ الا اللہ؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعم[2]

---

۱ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند المریض والمیت

۲ مسند امام احمد، ج ۳، ص ۱۵۲، امام الالبانی نے اس حدیث کو علی شروط مسلم صحیح قرار دیا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لائے تو فرمایا۔
ماموں جان! لا الہ الا اللہ کہیے! اس نے دریافت کیا ماموں یا چچا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ماموں، اس نے دریافت کیا، کیا لا الہ الا اللہ کہنا میرے حق میں بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں"

۱۵۔ اس کے پاس سورت یٰسین تلاوت کرنے اور اس کا رخ قبلہ رو کرنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ بلکہ مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب نے (قبلہ رو رخ کرنے کو) ناپسند فرماتے ہوئے کہا "مرنے والا مسلمان نہیں ہے؟" حضرت زرعہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب کی حالتِ مرض میں موجود تھا، اچانک حضرت سعید رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت ابوسلمہؓ کے کہنے پر ان کا بستر قبلہ رخ کر دیا گیا، جب افاقہ ہوا تو پوچھا آپ حضرات نے میرا بستر پھیرا ہے؟ کہنے لگے ہاں! انہوں نے (سعید بن المسیب) ابوسلمہ کی طرف دیکھ کر کہا۔
میرا خیال ہے تم نے کروایا ہے" حضرت ابوسلمہؓ نے جواباً کہا: ہاں! میں نے ہی کہا تھا حضرت سعیدؓ نے کہا میرا بستر پہلے کی طرح کر دیا جائے"

۱۶۔ کسی کافر کی وفات کے وقت، مسلمان کے لیے اس کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں تاکہ اسے دعوتِ اسلام دے شاید کہ وہ مسلمان ہو جائے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

"کان غلام یہودی یخدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمرض فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ، فقعد عند راسہ، فقال لہ اسلم، فنظر الی ابیہ وھو عندہ؟ فقال لہ: اطع ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم، فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول۔
الحمد للہ الذی انقذہ من النار (فلما مات قال صلوا علی صاحبکم)"

ایک یہودی بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ اس کے سر کے قریب بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اسلام قبول کر لو" اس نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے والد کی طرف سوالیہ نظروں

۲؎ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳، ص ۷۶۔ سند بالکل صحیح ہے۔
۳؎ صحیح بخاری، کتاب الجنائز باب ۷۹
۴؎ مسند امام احمد ج ۳، ص ۱۷۵، ۲۲۷، ۲۶۰، ۲۸۰۔ کسی ایک صفحہ پر موجود ہے۔

سے دیکھا۔ اس نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو، چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا،
آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے نکلے:
"الحمد للہ الذی انقذہ من النار" اس اللہ کا شکر ہے جس نے اسے آگ سے بچا دیا
(جب وہ مرگیا، تو فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ ادا کرو)

۳ وفات کے بعد حاضرین کی ذمہ داریاں

۱۷ جب انسان کی روح پرواز کر جائے تو حاضرین پر کئی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

ا۔ ب:۔ اس کی آنکھیں بند کر دیں اور دعا کریں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ۔

دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی سلمۃ، وقد شق بصرہ فاغمضہ ثم قال ان الروح اذا قبض تبعہ البصر، فضج ناس من اھلہ فقال، لا تدعوا علی انفسکم إلا بخیر، فان الملائکۃ یؤمنون علی ما تقولون" ثم قال:

"اللھم اغفر لابی سلمۃ، وارفع درجتہ فی المھدیین، واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفرلنا ولہ یا رب العالمین، وافسح لہ فی قبرہ، ونور لہ فیہ"[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند فرما کر کہا "جب روح پرواز کرتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے" چنانچہ اہل خانہ واویلا کرنے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے لیے اچھی دعا کرو، فرشتے بھی تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اے پروردگار! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما۔ آخرت میں اس کے درجات بلند فرما پسماندگان کا والی بن جا۔ اے رب العالمین! ہماری اور اس کی بخشش فرما دے، اس کی قبر کشادہ کر کے نور سے بھر دے۔

ج۔ اس کے سارے جسم کو کپڑے سے ڈھانپ دیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی سجی ببرد حبرۃ۔[۲]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پرواز کر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی اغماض المیت والاعالۃ اذا حضر۔

[۲] صحیح بخاری کتاب اللباس، باب البرود والحبرۃ الشملۃ۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب تسجیۃ المیت۔

د مذکورہ حکم غیر مُحرم کے لئے ہے البتہ مُحرم[1] کا سر اور چہرہ نہیں چھپایا جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، بیان فرماتے ہیں کہ

بینما رجل واقف بعرفة، إذ وقع عن راحلته فوقصته، او قال فاقعصته فقال النبیﷺ اغسلوہ بماء وسدر، وکفنوہ فی ثوبین (وفی روایة: فی ثوبیه) ولا تحنطوہ (وفی روایة ولا تطیبوہ) ولا تخمروا رأسه (ولا وجهه)، فإنه یبعث یوم القیامة ملبیا[2]

ایک آدمی میدانِ عرفات میں تھا، اچانک اپنی سواری سے گر گیا، اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی، (یا راوی نے کہا اس نے اسے وہیں مار دیا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دو، (دوسری روایت میں ہے اسی دونوں کپڑوں میں) خوشبو نہ لگاؤ، اور نہ ہی اس کا سر (اور چہرہ) چھپاؤ۔ یہ روز قیامت تلبیہ[3] کہتے ہوئے اٹھے گا"

ھ جب موت واقع ہو جائے تو تجہیز و تکفین کے بارے میں جلدی کی جائے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

"اسرعوا بالجنازة . . . " الحدیث[4]

"جنازوں کے بارے میں جلدی کیا کرو . . . " مکمل حدیث مسئلہ ۲۸ میں نقل ہوگی انشاءاللہ"

و جس علاقے میں مرا ہو وہیں دفن کرنا چاہیے، کسی دوسری جگہ نہ لے جایا جائے، کیونکہ "نقل مکانی" جلدی کرنے کے حکم کے خلاف ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کی مذکورہ حدیث (فقرہ ھ) سے ثابت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی جب وادی جلشہ میں فوت ہو گیا اور وہاں سے لایا گیا تو بڑے افسوس سے فرمایا۔

مجھے صرف اس بات کا غم ہے کہ اسے مکان وفات پہ دفن کیوں نہ کیا گیا[5]

---

[1] محرم سے مراد وہ آدمی ہے جس نے حج یا عمرہ کی غرض سے احرام باندھ لیا ہو۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما یفعل بالمحرم اذا مات۔

[3] لبیك اللھم لبیك لبیك لاشریك لك لبیك . . . . الخ کو تلبیہ کہتے ہیں۔

[4] صحیح بخاری کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب الاسراع بالجنازہ۔

[5] سنن البیہقی ج ۴، ص کتاب الجنائز باب من کرہ نقل الموتی۔ سند صحیح ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاذکار" میں لکھا ہے "اگر مرنے والا نقل جسد کی وصیت کرے تو بھی اس پر عمل نہ کیا جائے کیونکہ صحیح اور مختار مذہب کے لحاظ سے نقل جسد حرام ہے اکثر علماء کا یہی قول ہے اور محققین کا بھی یہی فتویٰ ہے[۲]۔

ز۔ میت کا قرض اس کے مال سے فوراً کر دیا جائے خواہ سارا مال ختم ہو جائے اور اگر اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو حکومت اس کا قرض ادا کرے بشرطیکہ اس نے قرض ادا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہو اور اگر حکومت ادا نہ کرے تو جو مسلمان بھی احساناً ادا کر دے گا صحیح ہوگا۔ اس بارے میں کئی احادیث موجود ہیں جو کہ "الاصل" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں ملاحظہ ہو ص ۱۴-۱۶

۴۔ حاضرین اور دوسروں کے لئے جائز کام

۱۸۔ میت کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بوسہ دیا اور تین روز تک سوگ کی بھی اجازت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ۔

اقبل ابوبکر رضی اللہ عنہ علی فرسہ فی مسکنہ ب (السنح) حتی نزل فدخل علی المسجد (وعمر یکلم الناس) فلم یکلم الناس حتی دخل علی عائشۃ رضی اللہ عنہا، فتیمم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مسجی ببردۃ حبرۃ، فکشف عن وجھہ، ثم اکب علیہ فقبلہ (بین عینیہ) ثم بکی فقال: بابی انت وامی یا نبی اللہ! لا یجمع اللہ علیک موتتین، اما الموتۃ التی علیک فقد متہا، وفی روایۃ: لقد مت الموتۃ التی لا تموت بعدھا،"[۳]

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، اپنی "السنح" کی رہائش سے گھوڑے پر تشریف لائے۔ اتر کر مسجد میں آئے۔ (جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، لوگوں سے باتیں کر رہے تھے) آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے تک کسی سے گفتگو نہیں کی چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھاری دار چادر سے ڈھلے ہوئے

---

[۱] بعض صحابہ کو مکہ مکرمہ کے گرد و پیش سے نقل کر کے مکہ مکرمہ میں اور بعض کو مدینہ طیبہ کے گرد و پیش سے نقل کر کے مدینہ طیبہ میں دفن کیا گیا ملاحظہ ہو سنن البیہقی حوالہ مذکورۃ مزید ملاحظہ ہو مؤطا امام مالک کتاب الجنائز باب ماجاء فی دفن المیت ــ سند صحیح ہے۔ [۲] الاذکار ص۔

[۳] صحیح بخاری، کتاب الجنائز باب الدخول المیت اذا درج فی اکفانہ، اضافے سنن النسائی کے ہیں۔

ہوئے تھے ۔ چہرے سے کپڑا اٹھایا ۔ اور جھک کر دآنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر رو دیئے اور فرمایا ۔ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ، اللہ تعالٰے آپ کو دومرتبہ موت نہیں دے گا ، بس جو موت آنی تھی وہ آچکی ہے ، ایک دوسری روایت میں ہے آپ کو ایسی موت آچکی ہے جس کے بعد دوبارہ موت نہیں آئے گی ،

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ۔

دخلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی سیف وکان ظئرا (۱) لابراھیم علیہ السلام، فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراھیم فقبلہ وشمہ ۔

ثم دخلنا علیہ بعد ذالک وابراھیم یجود بنفسہ ، فجعلت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذرفان ، فقال لہ عبدالرحمٰن بن عوف وأنت یارسول اللہ ؟ فقال ۔

" یا ابن عوف ؟ انہا رحمۃ ،

ثم اتبعہا باخری فقال :

ان العین تدمع ، والقلب یحزن ولا نقول إلا مایرضی ربنا ، وإنا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون" [1]

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابو سیف کے پاس آئے ابو سیف ، ابراہیم علیہ السلام کے رضاعی والد تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو گود میں لے کر بوسہ دیا اور پیار کیا ، بعد میں ہم دوبارہ گئے ۔ تو ابراہیم آخری سانس لے رہا تھا ۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی روتے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ اے ابن عوف یہ تو شفقت ہے پھر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا ۔ آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں ، دل غمگین ہوتا ہے ۔ لیکن ہم صرف وہ بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی رہے ۔ اے ابراہیم تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں ۔"

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ۔

---

[1] صحیح بخاری ، کتاب الجنائز ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا بک لمحزونون ۔ صحیح مسلم ، کتاب الفضائل باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال وتواضعہ ،

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امہل آل جعفر ثلاثا ان یاتیہم ثم اتاھم فقال
لا تبکوا علی اخی بعد الیوم ۔ ۔ ۔ ۔) الحدیث ۱؎
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک آل جعفر کو مہلت دی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئیں گے پھر ان کے پاس آکر فرمایا۔ آج کے بعد میرے بھائی کو نہ رونا۔
تفصیلی حدیث تعزیت کے باب میں آئے گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ

بقیہ :۔ درس حدیث

اس لیے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک قہر آلود تھپڑ نے فرشتے کی اس مثالی صورت میں کوئی نقص پیدا کر دیا تھا۔ تو یہ عین عقل اور شرع کے مطابق ہے اگر آپ ان حقائق کو سمجھنے کی عقل نہیں رکھتے تو ذرا بازیگروں کے تماشہ میں ہی کبھی آکر دیکھئے اگر ان کی محفل میں اس فن کا کوئی ان سے بڑھ کر ماہر آجاتا ہے۔ تو اس کا کھیل چلنے نہیں دیتا اور وہ اپنی قوت نفس سے اس کے اس ساری خیال بندی کی دنیا کو بگاڑ دیتا ہے جو وہ تماشائیوں کو دکھا رہا تھا۔ انسائیکلو پیڈیا اُٹھا کر روح کے بحث اور اس کے احوال کا اس میں مطالعہ کیجئے اور موجودہ عقلاء کے نزدیک جو اس کے عجائبات ہیں ان کو زیر نظر رکھیئے اس کے بعد پھر آپ اس واقعہ کو پڑھیے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ان حدیثوں کا مضحکہ آپ کے لیے خود ایک قابل مضحکہ امر تھا آپ کے نزدیک جب عالم روحانیت حدِ ثبوت کو ہی نہیں پہنچتا اور اس لیے نہیں پہنچتا کہ آپ نے اس کا مطالبہ ہی نہیں کیا تو آپ اگر اس کا مضحکہ نہ اڑائیں تو اور کیا کریں۔ (ترجمان السنۃ)